

# عبدالرحمن الکواکبی

ریفع اللہ شہاب

عرب دنیا کے رسول و جسرا نمیں سید جمال الدین افغانی اور مفتی محمد عبدہ کے ذکر کے ساتھ ساختھ سیتہ عبد الرحمن الکواکبی کا نام بھی آتا ہے۔ عرب دنیا میں آپ کی شخصیت پر کم و بیش اتنی ہی کتابیں لکھی جا چکی ہیں جتنا کہ ان دو حضرات پر دنیا نے عرب کے ممتاز اہل علم احمد را میں ڈاکٹر ساقی دھان، محمد شاہ، میں مجزہ، قدری، تلبی جو مدح خلف اللہ ڈاکٹر عبد الرحمن الکواکبی اور دوسرے لوگوں نے کو اکبی پر لکھی ہے۔ یہکن ہمارے مذک میں محمد احمد خلف اللہ ڈاکٹر عبد الرحمن الکواکبی اور دوسرے لوگوں نے کو اکبی پر لکھی ہے۔ موقر ماہنامہ کو اکبی زیادہ معروف نہیں ہیں۔ اور راجھے خاصے لوگ اس عظیم شخصیت سے متعارف نہیں۔ موقر ماہنامہ فکر و نظر بابت نومبر ۱۹۶۷ء کے نظرات بعنوان "تحقیق اور آداب خود را گھای" نظر سے گذرتے تو دو فقرات سیتہ الکواکبی کی شخصیت ناظروں کے سامنے ٹھوٹ ٹھوٹ کیونکہ وہ بھی زندگی بھر لیسے ہی خیالات کا انطباق کرتے رہے وہ ایسا اسلامی ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے جس میں ہر آدمی کو آزادی سے اپنی رائے کا انطباق کر سکے اور صبر و تحمل سے دوسروں کی تنقید بھی سن سکے۔

سید الکواکبی شام کے ایک مشہور شہر حلب، ۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے اور جیپن سال کی عمر میں مصر میں وفات پائی۔ آپ شام کے ایک قدیم علی گھر نے کے چشم و چڑاغ بنتے۔ اس خاندان کا اپنا ایک میلمعہ دینی مدرسہ تھا جو "المدرسۃ الکواکبیۃ" کے نام سے مشہور تھا اور دوسرے علاقے کے لئے رُشْنی کے مینار کی حیثیت رکھتا تھا۔ خاندانی روایات کے مطابق آپ نے بھی اپنی درتی تعلیم کی تکمیل اسی مدرسے میں کی۔ مقدم مسرت ہے کہ آپ کا خاندانی ابھی تک اپنی پرانی علمی روایات قائم رکھے ہوئے ہے اور آپ کے پوتے ڈاکٹر عبد الرحمن الکواکبی کا شمار جید علمائے دین میں ہوتا ہے۔

سید الکواکبی نے جس زمانے میں ہوش سنبلہ اتواس وقت تمام عرب دنیا خلافت عثمانیہ کا ہی ایک حصہ

تھی۔ آپ نے تعلیم کی تکمیل کے بعد اپنی عملی زندگی کا آغاز مسکو ری ملازمت سے کیا۔ لیکن آپ سب حریت نکر کے داعی تھے اس کی وجہ سے مسکو ری ملازمت کا نجات آپ کے لئے از جد مشکل ہو گیا۔ اور چاروں اسی حریت نکرنے آپ کی طبیعت کو صفات کی طرف مائل کر دیا۔ چنانچہ ملازمت کے دوران ہی آپ نے کئی ایک علمی و دینی رسائل جاری کئے۔ ان میں سے ماہنامہ "الشہباء" نے تخصصی شہرت حاصل کر لیا۔ لیکن یہی شہرت آپ کے لئے وہ بالی جان بن گئی۔ بعض علماء آپ کے اسلائے مخالف تھے۔ کہ آپ نے اپنے ہند کے بعض مذہبی افکار اور استبداد پر سخت تلقید کی تھی۔ کوئی بھی کوئی رئے تھی کہ اس مذہبی جمود نے اسلام کی روح حریت کو ختم کر دیا ہے۔ بعد میں آپ نے یہی خیالات اپنی کتاب "طبائع الاستبداد" میں بڑی شرح بیان سے کے۔ حریت نکر کی وجہ سے وہ نوجوان میں جب مقبول ہوتے گے۔ آپ کے اپنے علقوں کے لوگ بھی آپ سے سے سعد کرنے لگے۔ چنانچہ مذاہعین کی مخالفت اور انہوں کے حد نے آپ کے لئے اپنے آہانی شہر حلب میں رہنماد شوار کر دیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے طن مالوف کو خیر باد کہ کے مصکاروڑ کیا۔ جہاں آپ سے پہلے آپ کی شہرت پہنچ چکی تھی۔ مصکرے اہل علم نے آپ کو سراں نکھرون پر بھایا یہاں پر آپ نے اپنی پہلی کتاب "طبائع الاستبداد" مکمل کی جسے اس وقت کے مشہور علمی رسائلے المولید نے بالاقاط شائع کرنا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے آپ کا نام تمام دنیا نے اسلام میں مشہور ہو گیا۔ یہاں بر صیغہ میں آپ کی مندرجہ بالا کتاب کا اور دو میں ترجمہ کیا گیا تھا جو غالباً "استبداد" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اور اب شاید نایاب ہے۔ علام احمد رمین نے آپ کی شخصیت پر اپنی کتاب زعماء الاصلاح میں تفصیل سے لکھا۔ جس کے حوالے سے المنہل ٹکی مارچ ۱۹۳۹ء کی اشاعت میں کوئی پر کھا گیا۔ سعودی عرب کے سالاری آپ کا عاف

ان الفاظ میں کرایا گیا تھا:-

**السيد عبد الرحمن الأكواكي صاحب كتاب المشهور اتم القرى شخصية مراثة عظيمة في تأسيخ الاسلام الحديث - (ص ۱۴۶۳)**

(ترجمہ) اسید عبد الرحمن الکوکی جو مشہور کتاب اتم القری کے مصنف ہیں جدید اسلامی دور کی ایک بڑی ہی عظیم شخصیت ہیں۔

آئکے چل کر احمد رمین کے حوالے سے یہ کہا گیا ہے۔

"آپ کی زبان بڑی مہذب تھی، بات بڑی چیزیں کرتے تھے۔ اس معاملے میں آپ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کسی کے سلام کا بواب بھی بڑے غور و نکر سے دیا کرتے تھے۔ غنثیریہ کہ آپ کی زبان سے نقول بات

تو بجا کوئی زائد بات بھی نہیں نکلتی تھی۔ دورانِ گفتگو اگر کوئی آپ کو لوگ دیتا تو آپ فوراً خاموش ہو جاتے اور قطع کلامی کرنے والے کو اس کی بات پورا کرنے کا مناسب موقع دیتے۔ پھر اس کی گفتگو کے خاتمے پر الگو کبھی انہی بات کو دیال سے شروع کرتے جہاں سے خاموش ہوتے تھے۔ اس طرح وہ اپنے ہم کلام کو گفتگو کے آداب سکھانے کی کوشش کرتے۔“

ان کی حریت نظر کی بابت احمد امین فرماتے ہیں:-

”وہ بڑے نیک نفس انسان تھے کسی قسم کا لاپٹ یا عہدہ ان کی طبیعت کو دھوکا نہیں دے سکتا تھا جو بات کہتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے اور پوری جرأت اور بے باکی سے اپنے خیالات کا اخبار کرتے تھے۔ انی اسی جس رأت و بیان کی وجہ سے انہیں کئی بار قید و بند اور جایدید کی ضبطی کی مصیبتوں سے دوچار ہوتا پڑا۔ یہاں تک کہ وہ اپنا آبائی وطن چھوڑ کر مصر پلے گئے اور وہیں وفات پائی۔

ان کے کمیٹر کے بارے میں کہتے ہیں:-

”ان کے کمیٹر کی بلندی کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ جہاں وہ اپنے سے بڑے لوگوں کے مقابلے میں ڈٹ جاتے تھے، وہاں وہ غربیوں اور یونیکسوس سے نہایت انساری سے پیش آتے تھے وہ ان کے علanch ہمدرد تھے اور ہمیشہ ان کا ساتھ دیا کرتے تھے۔ آپ کی کوشش ہوتی کہ جو بھی آپ کی حیل میں بیٹھے اس کی گفتگو چیزیں ہو، حق سے اسے محبت ہو، رائے اس کی متوازن ہو، اس کی نکار و مسوون کی رہنمائی کرنے والی ہو اور وہ اہل مقاصد کے لئے جب بھی ضرورت پڑے قربانی دینے کے لئے تیار ہو۔“

آپ کی زندگی میں ہمیں سب سے زیادہ اہم بات یہ ملتی ہے کہ آپ نے مسلمانوں کی بگٹھی ہوئی حالت کا گھری نظر سے مطلع کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی ساری زندگی امتِ مسلمہ کے لئے وقف کر دی۔ مسلمانوں کے امراض کی صحیح تشخیص کے لئے آپ نے تمام اسلامی دنیا کا دورہ کیا تاکہ اس کا مناسب تبلیغ کیا جاسکے۔ اس دورے کے بعد آپ نے دوسرے علماء کو بھی ترغیب دی کہ وہ دوسرے اسلامی ممالک کے علماء سے ربط پیدا کریں اس سے ذہن میں وسعت پیدا ہوتی ہے اور تنگ نظری ختم۔ اس مقصد کے لئے آپ نے اپنی مشہور کتاب اُمُّ القرآن لکھی۔ جو دراصل علمائے وقت کے سامنے ان کی ایک درخواست تھی کہ وہ دین کی مقدس ناموس کی خاطر ایک پُران فضاتیار کریں۔ کہ جس میں ہر صاحب علم مسلمانوں کے زوال پر نیز کسی خوف و خطر کے اپنی رائے کا اخبار کر سکے اور اگر وہ رائے کسی کے نزدیک غلط ہو تو اُسے دلیل کے ساتھ مٹکانے کی

محبت من در روایت تمام کی جائے۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر ہے کہ کتاب "ام القری" مکمل معقولی کو فتح مارنے نہیں ہے۔ بلکہ یہ ساری دنیا کے علماء اسلام کی ایک فرقی ہیں الاقوامی کائفنس ہے جس میں مختلف اسلامی عوام کے علماء اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور مخالف اکاراہ پر بھی متأثر تھے تھیں۔ انکو ابھی کائفنس کا افتتاح کرتے ہوئے مختلف اسلامی عوام کے آئے ہوئے مندوہین "کو ان الفاظ سے خطاب فرماتے ہیں۔

يَا إِلَهَاهَا الْأَخْوَانَ أَظْلَمُكُمْ كَذَلِكَ نَسْتَصْوِيدُنَّ إِنْ نَتْرُكُ جَانِبَ الْخَلَافِ الْمَذَاهِبِ الَّتِي مَحْنُونَ  
مَتَّبِعُوهَا تَقْدِيلِهَا。 فَلَا تَنْوُفُ مَا حَذَّكُشِيرًا مِنْ أَحْكَامِهَا。 وَإِنْ لَعْتَهُ مَا عَلَمْتُمْ مِنْ صَرِيعِ الْكِتَابِ  
وَصَحِيحِ الْسُّنْنَةِ ثَابِتٌ بِالْإِجْمَاعِ وَخَلَقَ كَيْنَادًا نَتَفَرِّقُ فِي الْأَمْرِ。 (ام القری مطبوعہ مصر ص ۱۵)

ایے میرے بھائیوں! میں آپ سے تو تعریف کرتا ہوں کہ آپ اس وقت یہی اس طائے سے اتفاق کریں گے کہ ان تمام فرقی مذاہب کو جن کی ہم پیروی کرتے چلے آئے ہیں، سے الگ رہ کر اس کائفنس میں حصہ لین۔ ہم فرقے کے بہت سے احکام کی اصل تک نہیں جانتے۔ ہمیں قرآن مجید صحیح احادیث اور اجماع پر اعتماد کرنے والے کو ہماری آبادی میں اختلافات پیدا نہ ہوں۔

اس فرقی کائفنس میں جس کا زمانہ العقاد آج سے لگ چکا کوئی ایک سو سال پیش تھا، بصیر مندوہ پاک کی مائدگی "شیخ المہندی" کرتے ہیں۔ اس کائفنس میں مسلمانوں کی پستی کا سبب ان کی مندرجہ ذیل بیماریوں کو قرار دیا گی۔

(۱) امت مسلمہ پر عقیدہ جبر کے مضر اثرات

(۲) امر بالمعروف اور نهى عن المنکر کا ترک کر دینا۔

(۳) دین اسلام سے زبانی ہمدردی، زبانی بلند بانگ دعوؤں کے سوا کامل غفلت۔

(۴) دین کا علم حاصل کرنے سے مسلمانوں کی بے رغبتی۔

(۵) دنیاوی علم سے ایسی غفلت کہ ہم سوئی تک کے لئے غریب و دکے محتاج ہو گئے۔

(۶) خلاص اور دیانتدار تیار کافقدان۔ (۷) غربت دنلاس

اس آخری بیماری کے باسے میں انہوں نے لکھا: قائد کل شریرو راشد کل تھنیں۔ یعنی غربت ہر رانی اور ہر نجاست کی جڑ ہے۔ ان کا نیال تھا کہ بتب تک مسلمانوں کی ان بنی دنیاوی بیماریوں کو دور نہیں کیا جائے گا۔ ان کے لئے موجودہ دور میں ترقی کرنا ممکن نہیں۔ اور مسلمانوں کی اپنی بیماریوں کو دور کرنے کیلئے وہ ساری عمر کوشان ہے۔